بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقام و دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

افادات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

امیر: عالمی اتحاد اهل السنۃ والجماعۃ

سرپرست: مرکز اهل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

رابطہ: مکتبہ اهل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فون نمبرز: 048-3881487, 0321-6353540, 0335-7500510

ای میل: markazhanfi@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقام و دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

[1]: تعریف صحابی:

وھو مَن لَقِيَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمناً بہ، ومات علی الإسلام۔

(نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر لاحمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی852ھ: ص133)

ترجمہ: جس نے اللہ کے نبی سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور ایمان کی حالت میں ہی وفات ہوئی ہو۔

فائدہ نمبر1:

ملنے کی دو صورتیں ہیں: بالقصد ہو تو "زیارت" اور بلا قصد ہو تو "لقاء"، تعریف میں لفظ "لقاء" ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایمان لانے کے ارادے سے آئے تو بھی صحابی ہے اور اگر ایمان لانے کا قصد لے کر نہ آئے لیکن محفل میں آکر ایمان قبول کرلے تو وہ بھی صحابی ہے۔

فائدہ نمبر2:

لقاء کے لیے زیادہ وقت درکار نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ ایک سیکنڈ کے لیے بھی صحبت میسر ہو جائے تب بھی صحابی ہے۔

[2]: فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

آیات قرآنی:

(1): وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

(سورۃ التوبۃ:100)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اس سے راضی ہو گئے ہیں اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

(2): لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا۔

(سورۃ الفتح:18)

ترجمہ: یقیناً اللہ ان مومنوں سے راضی ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا۔ اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمادی اور ان کو انعام میں ایک قریبی فتح عطا فرمادی۔

(3): إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔

(سورۃ الفتح:26)

ترجمہ: جب ان کافروں نے اپنے دلوں میں اس حمیت کو جگہ دی جو جاہلیت کی حمیت تھی تو اللہ نے اپنی طرف سے اپنے پیغمبر اور مسلمانوں پر

سکینت نازل فرمائی اور ان کو تقویٰ کی بات پر ثابت قدم رکھا اور وہ اسی کے زیادہ حق دار اور اہل تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

(4): مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا.

(سورۃ الفتح:29)

ترجمہ: ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں (غرض) اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان (کی پہچان) کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر موجود ہیں۔ یہ ہیں ان کے اوصاف جو تورات میں موجود ہیں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے پہلے اپنی کونپل نکالی ہو، پھر اس کو مضبوط کیا ہو، پھر وہ موٹی ہوئی ہو، پھر اپنے تنے پر یوں کھڑی ہوئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں تاکہ اللہ ان (کی ترقی) کی وجہ سے کافروں کا دل جلائے۔ یہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمالیا ہے۔“

(5): وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ.

(سورۃ الحدید:10)

ترجمہ: اور تمہارے لیے کونسی وجہ ہے کہ تم اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین کی ساری میراث اللہ ہی کے لیے ہے۔ تم میں سے جنہوں نے (مکہ کی) فتح سے پہلے خرچ کیا، اور قتال کیا، وہ (بعد والوں کے) برابر نہیں ہیں۔ وہ درجے میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد خرچ کیا، اور قتال کیا۔ یوں اللہ نے بھلائی کا وعدہ ان سب سے کر رکھا ہے، اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

(6): اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ.

(سورہ الحجرات:3)

ترجمہ: بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے خالص کر دیا ہے۔ ان لوگوں کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

(7): وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ.

(سورۃ الحجرات:7)

ترجمہ: اور جان لو کہ تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اگر بہت سے کاموں میں تمہاری بات مان لیا کریں تو تم پر مشکل پڑے گی لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کی (تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر و فسق اور نافرمانی سے تم لوگوں کو نفرت دیدی، ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں۔

(8): يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. (سورۃ التحریم:8)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرو، کچھ بعید نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری برائیاں تم سے جھاڑ دے، اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کردے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اس دن جب اللہ نبی کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کو رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا۔ وہ کہہ رہے ہوں گے کہ: اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے اس نور کو مکمل کردیجیے اور ہماری مغفرت فرمادیجیے۔ یقیناً آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

احادیث مبارکہ:

1: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ.

(صحیح البخاری: کتاب الشهادات. باب لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ لوگ جو ان (صحابہ) سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ جو ان کے زمانہ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں پھر کچھ ایسے لوگ آئیں گے جنکی شہادت قسم سے سبقت کرے گی اور ان کی قسم انکی گواہی سے سبقت کرے گی۔

2: عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا فَبَعَثَهُ بِرِسَالَاتِهِ وَانْتَخَبَهُ بِعِلْمِهِ ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ النَّاسِ بَعْدَهُ فَاخْتَارَ لَهُ أَصْحَابَهُ فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِينِهِ وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مسند ابی داؤد الطیالسی. مؤلف کا نام: ابو داؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی متوفی 204ھ: ج 1 ص 199 حدیث نمبر 243)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالی بندوں کے دلوں کو دیکھا تو ان میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا، آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ کو اپنے علم کے ساتھ منتخب کیا۔ پھر اسکے بعد لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اصحاب کو منتخب فرمایا، ان کو دین کے معاملہ میں آپ کا مددگار اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکو وزیر بنایا۔

3: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ.

(صحیح البخاری: کتاب فضائل الصحابة. باب حب الأنصار من الإيمان)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار صحابہ سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار صحابہ سے بغض رکھنا منافقت کی نشانی ہے

4: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ.

(شعب الایمان لابی بکر احمد بن الحسین البیہقی متوفی 458: ج 3 ص 93 فصل فی براءۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی النبوۃ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی سے میرے صحابہ کے بارے میں ڈرو۔ انکو میرے بعد طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ جو شخص صحابہ کرام سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔

5: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ أَوْ قَالَ: الْبِدَعُ وَسُبَّ أَصْحَابِي فَلْيُظْهِرِ

الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ لَهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا "

(الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع لابی بکر الخطیب البغدادی: ج2 ص118 املاء مناقب الصحابۃ و مناقبھم)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب فتنے یا بدعات ظاہر ہوں اور میرے اصحاب کو گالی دی جائے تو پھر عالم کو اپنا علم ظاہر کرنا چاہیے جو شخص اس طرح نہ کرے تو اس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اللہ تعالی اس شخص کے نہ فرض کو قبول کریں گے اور نہ نفل کو۔

[3]: چند فوائد

فائدہ نمبر1: صحابہ کرام کے بارے میں ضابطہ "اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ"

1: امام ابو حاتم محمد ابن حبان الخراسانی (م354ھ) فرماتے ہیں:

لأن أصحاب النبی صلی الله علیه و سلم کلهم عدول ثقات. (صحیح ابن حبان: تحت رقم الحدیث 2733)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل اور ثقہ ہیں

2: امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (م463ھ) فرماتے ہیں:

لأن عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعدیل الله لهم واخباره عن طهارتهم واختیاره لهم فی نص القرآن.

(الکفایۃ فی علم الروایۃ: باب ما جاء فی تعدیل اللہ ورسولہ للصحابۃ)

ترجمہ: صحابہ رضی اللہ عنہ کی عدالت ثابت اور معلوم ہے۔ اس لئے کی ان تعدیل اللہ نے بیان کی اور انکے پاک ہونے کی خبر دی اور ان کو قرآن کی نص میں ان کا انتخاب فرمایا۔

3: امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (م463ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّحَابَةَ كُلُّهُمْ عُدُولٌ مَرْضِيُّونَ وَهَذَا أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ.

(الاستذکار لابن عبد البر: ج3 ص301 باب ماجاء فی الصیام فی السفر)

ترجمہ: صحابہ سب کے سب عادل ہیں اللہ ان سے راضی ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس پر محدثین کا اجماع ہے

4: مشہور مفسر امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی (م671ھ) فرماتے ہیں:

فالصحابة کلهم عدول أولیاء الله تعالی وأصفیاؤه، وخیرته من خلقه بعد أنبیائه ورسله. هذا مذهب أهل السنة، والذی علیه الجماعة من أئمة هذه الأمة.

(الجامع لاحکام القرآن سورۃ الفتح آیت 29)

ترجمہ: صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل اللہ کے اولیاء اور چنے ہوئے ہیں، انبیاء اور رسولوں کے بعد اللہ کی مخلوق میں بہترین لوگ ہیں یہ اہل السنت والجماعت کا مذہب ہے۔

5: امام ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی (م806ھ) عراقی فرماتے ہیں:

إنَّ الصحابة کلهم عدول.

(التقیید والایضاح للعراقی: النوع التاسع فی معرفۃ المرسل)

ترجمہ: صحابہ کرام تمام کے تمام عادل ہیں۔

6: حافظ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر عسقلانی (م 852ھ) فرماتے ہیں:

اتفق اهل السنة علی ان الجميع عدول ولم يخالف فی ذلك الا شذوذ من المبتدعة.

(مقدمہ الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ص9)

ترجمہ: اہل السنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ چند بدعتیوں کے علاوہ عدالت صحابہ میں کسی نے مخالفت نہیں کی

فائدہ نمبر2: صحابہ معیارِ حق ہیں

شریعت کی بنیاد دو چیزیں ہیں: نمبر1: عقائد، نمبر2: اعمال

ان دونوں کا مجموعہ "شریعت" ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عقائد اور اعمال دونوں میں معیار ہیں۔

[۱]: صحابہ عقائد میں معیار حق ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا. (سورۃ البقرۃ:137)

اگر ایمان صحابہ کے ایمان جیسا ہے تو اللہ قبول فرمائے گا اگر صحابہ کے ایمان جیسا نہیں ہے تو اللہ ہر گز قبول نہیں کرے گا۔

[۲]: اور صحابہ اعمال میں بھی معیار حق ہیں چنانچہ ارشاد باری ہے

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ.

(سورۃ التوبۃ:100)

[اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں]

اعتراض:

اللہ رب العزت نے ایمان کے قبول ہونے کی شرط یہ لگائی کہ تمہارا ایمان صحابہ کے ایمان جیسا ہو تو میں قبول کروں گا۔ صحابہ کے ایمان جیسا ایمان ہونا ناممکن ہے کیونکہ صحابہ کے ایمان کی کیفیت نبی کی صحبت کی وجہ سے ہے، نہ نبی نے آنا ہے نہ نبی کی صحبت ملنی ہے اور نہ صحابی جیسا ایمان ہونا ہے۔ تو ہمیں اس چیز کا حکم دیا جا رہا ہے جس کی ہم میں استطاعت ہی نہیں۔ یہ تکلیف مالا یطاق ہے۔

جواب:

"مثل" کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

1: مثل بالکیفیت (کیفیات اور احوال میں)

2: مثل بالکمیت (مقدار میں)

تو اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تمہاری ایمانی کمیت صحابہ کی ایمانی کمیت جیسی ہو، مطلب یہ کہ جن جن چیزوں پر وہ ایمان لائے ہیں ان ان چیزوں پر ایمان لاؤ گے تو کامیابی ہے، اس سے کیفیت ایمان مراد نہیں۔

اعتراض:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں معیار کس طرح ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ ان سے تو گناہ سرزد ہوئے ہیں۔ مثلاً

1: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنِكْتَهَا لَا يَكْنِي قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ.

(صحیح البخاری: كتاب المحاربين من أهل الكفر والردة. باب هل يقول الإمام للمقر لعلك لمست أو غمزت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور[زنا کا اقرار کیا] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تو نے بوس وکنار کیا ہو گا یا صرف دیکھا ہو گا۔ انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ میں نے زنا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف پوچھا کیا تو نے اس سے دخول کیا؟ انہوں نے کہا جی ہاں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجم کرنے کا حکم فرمایا۔

اس سے صحابی کا زنا کرنا ثابت ہوا۔

2: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمْ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُومِيَّةُ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا.

(صحیح البخاری: کتاب الحدود. باب کراهية الشفاعة فی الحد إذا رفع إلی السلطان)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک بار قریش کو مخزومی عورت کی بڑی فکر پڑ گئی جس نے چوری کی تھی کہنے لگے اس بارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کون کرے؟ لوگوں نے کہا یہ کام اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہی کر سکتا ہے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارا ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق عرض کیا[کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ تعالی کی حدود میں سفارش کرتا ہے؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا لوگو" سابقہ امتیں اسی وجہ سے تباہ وبرباد اور گمراہ ہوئیں کہ اگر کوئی بڑے خاندان کا بندہ چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر غریب چوری کرتا تو حد جاری کرتے۔ خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے گی تو محمد اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالے گا۔

اس سے صحابیہ کا چوری کرنا ثابت ہوا۔

3: عن سعيد بن جبير : {إن الذين جاؤوا بالإفك} يعني بالكذب {عصبة منكم} يعني عبد الله بن أبي بن سلول المنافق و حسان بن ثابت و مسطح بن أثاثة و حمنة بنت جحش. (المعجم الکبیر للطبرانی: ج23ص134)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ آیت افک کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ پہ تہمت کی باتیں کرنے والوں میں عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے ساتھ کچھ صحابہ حسان بن ثابت و مسطح بن اثاثہ وحمنہ بنت جحش بھی شامل تھے۔

اس سے صحابہ کا تہمت میں شریک ہونا ثابت ہوا۔

جواب:

صحابہ کے معیار حق ہونے کا معنی یہ ہے کہ جو نیک اعمال وہ کریں ہم بھی وہی کریں۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ہم بھی وہ گناہ کریں بلکہ معنی یہ ہے کہ اگر ہم سے گناہ ہو جائے تو پھر دیکھیں کہ جب صحابی سے گناہ سرزد ہوا تھا تو گناہ ہونے کے بعد جو کام انہوں نے کیا وہی کام ہم بھی کریں یعنی خلوص سے توبہ کریں۔

فائدہ: توبہ کی شرائط

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی (م671ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ إِذَا كَانَتْ بِشُرُوطِهَا الْمُصَحِّحَةِ لَهَا، وَهِيَ أَرْبَعَةٌ: النَّدَمُ بِالْقَلْبِ، وَتَرْكُ الْمَعْصِيَةِ فِي الْحَالِ، وَالْعَزْمُ عَلَى أَلَّا

يَعُودَ إِلَى مِثْلِهَا، وَأَنْ يَكُونَ ذَلِكَ حَيَاءً مِنَ اللهِ تَعَالَى لَا مِنْ غَيْرِهِ.

(الجامع لاحکام القرآن: ج1 ص831)

ترجمہ: جب توبہ شرائطِ صحت کے ساتھ کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، وہ شرائط چار ہیں: گناہوں پر دل سے ندامت ہو، حال میں اس گناہ کو چھوڑ دیا جائے، مستقبل میں اس جیسا گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا جائے اور یہ سب کچھ اللہ سے حیا کی وجہ سے ہو غیر اللہ سے حیا کی بنا پر نہ ہو۔

اعتراض:

ایک ضابطہ ہے کہ صحابی کو "رضی اللہ عنہ" کہا جاتا ہے اور غیر صحابی کو رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے لیکن صاحبِ ہدایہ علامہ ابو بکر بن عبد الجلیل المرغینانی (م 593ھ) نے صحابی کا لقب غیر صحابی کو دے کر صحابہ کی توہین کی ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے:

قال أبو حنيفة رضي الله عنه: ليس في الاستسقاء صلاة مسنونة في جماعة فإن صلى الناس وحدانا جاز.

(الہدایۃ: ج1 ص187 باب الاستسقاء)

جواب:

غیر صحابی کو "رضی اللہ عنہ" کہنا صاحب ہدایہ کا طریقہ نہیں ہے بلکہ خود قرآن کریم کا طریقہ ہے۔ سورۃ التوبہ میں ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ.

(التوبۃ:100)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔

تو اللہ نے انصار و مہاجرین صحابہ اور ان کے متبعین کو بھی "رضی اللہ عنہم" فرمایا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ ضابطہ کہ صحابی کو رضی اللہ عنہ اور غیر صحابی کو رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے اس لیے ہے تاکہ صحابی اور غیر صحابی میں اشتباہ نہ ہو جائے۔ مثلاً "محمد" نام سے دو شخصیات موسوم ہیں۔ ایک صحابی محمد بن حنفیہ اور دوسرے بعد کے ولی محمد بن حسن الشیبانی۔ اب اگر کوئی کہے: "محمد نے فرمایا" تو یہ پتا نہیں چلے گا کہ یہ کون سے محمد ہیں؟ اس لیے مذکورہ ضابطہ سے معلوم ہو گا کہ اگر ان نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" ہے تو صحابی ہیں اور اگر "رحمۃ اللہ علیہ" ہے تو اللہ کے ولی ہیں۔ "امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ" کہا جائے تو کسی کے ذہن میں بھی شک نہیں پڑتا کہ یہ صحابی ہوں گے۔ لہذا اگر غیر صحابی کی شہرت اتنی زیادہ ہو کہ اگر "رضی اللہ عنہ" کہہ بھی دیں تب بھی پتا چل جائے کہ یہ صحابی نہیں ہیں بلکہ بعد کے ولی ہیں تو ایسے شخص کو "رضی اللہ عنہ" کہنا بالکل صحیح ہے۔

اعتراض:

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں تو پھر قبر میں عذاب کیوں ہوا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا أَوْ إِلَى أَنْ يَيْبَسَا.

(صحیح البخاری: کتاب الوضوء. باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے ایک باغ سے گزرے تو آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب دیا جا رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کسی ایسے بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا جس سے بچنا مشکل ہو پھر فرمایا ان میں سے

ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ سبز ٹہنی منگوائی اس کے دو ٹکڑے کئے ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ٹکڑا رکھا صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ آپ نے اس طرح کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ ٹہنی خشک ہونے تک ان سے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

جواب:

اس حدیث میں کوئی دلیل یا قرینہ نہیں کہ یہ دو قبریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھیں۔

اعتراض:

اگر صحابہ رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر میں تنگی کیوں محسوس ہوئی۔ حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وسَلَّم قَبْرَہُ یَعْنِی سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَاحْتَبَسَ فَلَمَّا خَرَجَ قِیلَ: یَا رَسُولَ اللہِ مَا حَبَسَكَ؟ قَالَ: ضُمَّ سَعْدٌ فِي الْقَبْرِ ضَمَّةً، فَدَعَوْتُ اللہَ أَنْ یَكْشِفَ عَنْهُ.

(صحیح ابن حبان: حدیث نمبر 7234)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر میں داخل ہوئے اور کچھ دیر قبر میں رکے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے نکلے تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کس چیز نے آپ کو روکے رکھا؟ آپ نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ کو قبر میں دبایا گیا میں نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ قبر کو کشادہ کر دیا جائے۔

جوابات:

[1]: علامہ جلال الدین سیوطی (م 911ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ السَّعْدِيّ: لَا یَنْجُو مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ صَالِحٌ وَلَا طَالِحٌ غَیْرَ أَنَّ الْفَرْقَ بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ فِیهَا دَوَامُ الضَّغْطِ لِلْكَافِرِ وَحُصُولُ هَذِهِ الْحَالَةِ لِلْمُؤْمِنِ فِي أَوَّلِ نُزُولِهِ إِلَی قَبْرِهِ ثُمَّ یَعُودُ إِلَی الِانْفِسَاحِ لَهُ.

(حاشیۃ علی سنن النسائی: ج1 ص289)

ترجمہ: امام ابو القاسم السعدی فرماتے ہیں کہ قبر کے جھٹکے سے کوئی بھی محفوظ نہیں چاہے نیک ہو یا گناہگار البتہ مومن اور کافر میں یہ فرق ہے کہ مومن کو دفن کے بعد جھٹکا لگتا ہے پھر قبر کشادہ ہو جاتی ہے جبکہ کافر کو ہمیشہ عذاب ہوتا رہتا ہے۔

اشکال: جب قبر کا جھٹکا پیش آنا متعین ہے تو پھر پریشان ہونے اور دعا کرنے کی ضرورت کیا ہے؟

جواب: قبر کے جھٹکے کا پیش آنا اگرچہ متعین ہے لیکن اس سے خلاصی کی دعا تو کرنی چاہیے جیسے بیماری کا آنا متعین ہے کہ بندے پر آتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ بندہ پریشان بھی نہ ہو اور شفاء کے لیے دعا بھی نہ کرے۔

[2]: علامہ سیوطی؛ محمد تیمی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدٍ التَّیْمِيِّ قَالَ كَانَ یُقَالُ إِنَّ ضَمَّةَ الْقَبْرِ إِنَّمَا أَصْلُهَا أَنَّهَا أُمُّهُمْ وَمِنْهَا خُلِقُوا فَغَابُوا عَنْهَا الْغَیْبَةَ الطَّوِیلَةَ فَلَمَّا رُدَّ إِلَیْهَا أَوْلَادُهَا ضَمَّتْهُمْ ضَمَّةَ الْوَالِدَةِ غَابَ عَنْهَا وَلَدُهَا ثُمَّ قَدِمَ عَلَیْهَا فَمَنْ كَانَ لِلّٰهِ مُطِیعًا ضَمَّتْهُ بِرَأْفَةٍ وَرِفْقٍ وَمَنْ كَانَ عَاصِیًا ضَمَّتْهُ بِعُنْفٍ سَخَطًا مِنْهَا عَلَیْهِ لِرَبِّهَا.

(حاشیۃ علی سنن النسائی: ج1 ص290)

ترجمہ: انسان کی تخلیق چونکہ مٹی سے ہوئی تو زمین انسان کی ماں کی طرح ہوئی انسان دنیا میں کافی عرصہ گزار کر جب قبر میں پہنچتا ہے تو قبر اس کو ایسے دباتی ہے جیسے ماں بچھڑنے والے بچے کو دباتی ہے پھر یہ مرنے والا اگر اللہ کی بات ماننے والا ہوتا ہے تو قبر اس کو محبت کی وجہ سے دباتی ہے اور

اگر نافرمان ہو تو رب کی ناراضگی کی وجہ سے قبر سختی اور نفرت سے دباتی ہے۔

فائدہ: محمد تیمی کا تعارف... آپ ابو سعید محمد بن عبد العزیز التیمی الکوفی ہیں۔ ابتداءً کوفہ میں مقیم تھے لیکن وہاں سے یہ کہہ کر نکلے کہ "لا أقیم ببلد یشتم فیه أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم" میں ایسے شہر میں رہنا پسند نہیں کرتا جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہا جاتا ہو۔ آپ کا شمار کبار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ سے امام بخاری نے الادب المفرد، امام مسلم نے الصحیح اور امام ترمذی نے السنن میں روایت لی ہے۔ حدیث میں ثقہ تھے۔ (لسان المیزان لابن حجر: ج5 ص260، الکامل فی الضعفاء لابن عدی: ج6 ص207 وغیرہ)

فائدہ: یہ جواب بھی اشکال سے خالی نہیں کیونکہ اگر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو محبت کی وجہ سے دبایا تو پریشانی کی ضرورت نہ تھی۔ اس لیے بہترین جواب وہ ہے جو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

"جن احادیث میں بعض صحابہ کرام پر مرنے کے بعد عذاب کا ذکر آیا ہے وہ عذاب آخرت وعذاب جہنم کا نہیں برزخی یعنی قبر کا عذاب ہے، یہ کوئی بعید نہیں ہے کہ صحابہ کرام میں سے اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو اور اتفاقاً توبہ کرکے اس سے پاک ہو جانے کا بھی موقع نہیں ہوا تو ان کو برزخی عذاب کے ذریعہ پاک کر دیا جائے گا، تاکہ آخرت کا عذاب ان پر نہ رہے۔"

(معارف القرآن: ج8 ص299)

[3]: قبر کی زندگی دنیا کی زندگی کا تتمہ اور آخرت کا مقدمہ ہے۔ موت کے وقت کسی کو تکلیف ہونا اس کے فسق کی علامت نہیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کے وقت تکلیف ہوئی۔ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو بالموت وعنده قدح فیه ماء، وهو یدخل یده فی القدح ثم یمسح وجهه بالماء، ثم یقول اللهم أعنی علی منکرات أو قال علی سکرات الموت.

(شمائل الترمذی: باب ما جاء فی وفاۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم)

ترجمہ: میں نے حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پانی کا پیالہ رکھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پیالے میں اپنے ہاتھ مبارک ڈالتے اور چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے اور ساتھ یہ دعا بھی فرماتے: اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔

نیز امی عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں:

لا أغبط أحدا بهون موت بعد الذی رأیت من شدة موت رسول الله صلی الله علیه وسلم.

(شمائل الترمذی: باب ما جاء فی وفاۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم)

ترجمہ: موت کے وقت حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سختی تھی اس کو دیکھ کر اب مجھے کسی شخص کے مرض الموت میں تکلیف نہ ہونے پر رشک نہیں ہوتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما وجد رسول الله صلی الله علیه وسلم من کرب الموت ما وجد، قالت فاطمة: وا کرباه، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: "لا کرب علی أبیك بعد الیوم، إنه قد حضر من أبیك ما لیس بتارك منه أحدا الموافاة یوم القیامة"

(شمائل الترمذی: باب ما جاء فی وفاۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم)

ترجمہ: جب حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم موت کی سختی محسوس فرما رہے تھے تو آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے ابا جی کی تکلیف! تو حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے بعد تیرے والد پر کوئی تکلیف نہیں رہے گی، آج تیرے باپ پر وہ بھاری چیز

اتری ہے (یعنی موت) جو کہ قیامت کے دن تک کسی بھی فرد کو نہیں چھوڑے گی۔

اگر موت کے وقت نبی کو تکلیف ہونا عصمت نبوت کے منافی نہیں تو صحابی کو قبر کا جھٹکا لگنا نہ ہی حفاظت کے منافی ہے اور نہ ہی فسق کی علامت ہے۔

فائدہ نمبر3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر ہیں:

تنقید سے بالاتر ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان پر تنقید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تنقید دو وجہ میں سے ایک کی وجہ سے ہو سکتی ہے:

1: عقیدہ

2: عمل

تنقید کی بنیاد عقیدہ ہو تو عقیدہ کے غلط ہو جانے سے وہ صحابی ہی نہ رہے گا۔

اور اگر تنقید کی بنیاد عمل ہو اور عمل غلط ہو جائے تو ہم نے عمل کی بنیاد پر صحابی مانا ہی نہیں ہے۔ ہم نے تو صحابی عقیدہ اور صحبتِ نبوت کی وجہ سے مانا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں سے کسی صورت میں بھی تنقید کرنا جائز نہیں۔

فائدہ نمبر4: ترتیب مراتب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کے بقیہ تمام افراد سے اعلیٰ و افضل ہیں البتہ آپس میں بعض بعض سے افضل ہیں۔ ان میں افضلیت کی ترتیب درج ذیل ہے:

۱: خلفاء راشدین ۲: عشرہ مبشرہ ۳: اصحاب بدر

۴: اصحاب بیعت رضوان ۵: فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے